سیرت پاک
قسط نمبر ۱

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے معجزانہ پہلو

از محمد اسلم سیف
فیروز پوری

نبیوں نے جب کبھی اپنے آپ کو ربّ کائنات کے فرستادہ کی حیثیت سے پیش کیا تو لوگوں نے ان سے مطالبہ کیا کہ اگر واقعی تم رب العالمین کے بھیجے ہوئے نمائندے ہو تو تمہارے ہاتھوں سے کوئی ایسا واقعہ ظاہر ہونا چاہیئے جو قوانین فطرت کی عام ڈگر سے ہٹا ہوا ہو اور جس سے صاف عیاں ہو رہا ہو کہ مالک کائنات اور خالق ارض و سما نے تمہاری سچائی اور صداقت ثابت کرنے کے لیئے اپنی براہِ راست مداخلت سے یہ واقعہ نشانی کے طور پر صادر کیا ہے۔ اس مطالبے کے جواب میں انبیاء علیہم السلام نے جو نشانیاں دکھائی ہیں انہیں قرآن کی اصطلاح میں آیات اور متکلمین کی اصطلاح میں معجزات کہا جاتا ہے۔

انبیائے سابقین کی طرح آقائے نامدار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی رب العالمین کی طرف سے ایسی آیات اور ایسے معجزات دیئے گئے ہیں جن سے آپؐ کے دعوائے نبوت و رسالت کی تصدیق ہوتی ہے۔ ان معجزات میں سے آپؐ کا سب سے اہم اور عظیم معجزہ قرآن مجید ہے آپؐ کے رشتے دار برادری کے لوگ اور اہل وطن اس امر سے بخوبی واقف تھے کہ آپ ان پڑھ تھے۔ آپؐ نے عمر بھر کبھی کتاب پڑھی نہ قلم ہاتھ میں لیا لیکن اُمّی ہونے کے باوجود آپؐ کی زبان آسمانی کتابوں کی تعلیمات، انبیائے سابقین کے حالات مذاہب و ادیان کے عقائد قدیم قوموں کی تاریخ اور سیاست و تمدن اور اخلاقی اہمیت کے اہم مسائل پر گہرے اور وسیع علم کا اظہار ہو رہا تھا وہ اس بات کا بیّن ثبوت تھا کہ ان تمام علوم و معارف کا منبع وحیٔ الٰہی ہے نا کہ اخذ و اکتساب۔ قرآن مجید کے منزل من اللہ اور معجزہ ہونے کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے ذریعے پورے عرب بلکہ تمام دنیا کی انسانیت کو چیلنج دیا گیا۔ اور اگر تمہیں اس امر میں شک ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے یہ ہماری ہے یا نہیں تو اس کے مانند ایک ہی سورۃ بنالاؤ

اور اپنے سارے ہم نواؤں کو بلالو ایک اللہ کو چھوڑ کر باقی جس کسی کی چاہو مدد لے لو اگر تم سچے ہو تو یہ کام کر کے دکھاؤ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا اور یقیناً کبھی نہیں کر سکتے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن بنیں گے انسان اور پتھر جو مہیا کی گئی ہے منکرین حق کے لئے۔

(سورۃ بقرہ آیات ۲۳/۲۴)

ایک امی کی طرف سے یہ اعلان جب عرب میں شائع ہوا تو اس وقت عرب کے ہر قبیلے میں زبان آور شعرا اور آتش بیان خطیب موجود تھے مگر اس قرآنی چیلنج کے سامنے سب دم بخود ہو کر رہ گئے اور ان کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ عرب کفار اور مشرکین نے پیغمبر اسلام اور ان کی دعوتِ حق کو جھٹلانے کی کون کونسی کوشش نہ کی انہوں نے اس راہ میں جان و مال قربان کیا۔ اپنے عزیز اور فرزند نثار کئے اور خود اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھ کر ان کے سپاہیوں نے میدان جنگ میں پہرے جمائے۔ ان کے دولت مندوں نے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیئے ان کے سخنوروں اور خطیبوں نے اپنی آتش بیانیوں سے پورے صحرائے عرب کو منور بنا کر رکھ دیا۔ یہ سب کچھ کیا مگر یہ نہ ہو سکا کہ قرآن مجید کی ایک سورۃ کا جواب پیش کر دیں۔ عرب کے مایۂ ناز اور مسلم الثبوت شعراء مثلاً لبید، حسانؓ بن ثابت، عبداللہؓ بن رواحہ، عامر بن اکوع طفیلؓ بن عمرو دوسی اور کعبؓ بن زہیر نے قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت و حسن ادا اور زورِ بیان کے سامنے سر نیاز خم کر دیا ہے۔ کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کے مضامین و تعلیمات اور اس کے فصیح و بلیغ زبان اور طرزِ بیان کی ندرت ہی کا یہ اعجاز تھا کہ عرب کے بڑے بڑے قادر الکلام اور زبان آور شعراء و خطباء اور سخت سنگدل مخالفین بھی جب ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے قرآن مجید کی چند آیات کی تلاوت سن لیتے تھے تو ان کے دل کی کایا پلٹ جاتی تھی یا کم از کم متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے تھے۔ تاریخ اسلام ایسے حیرت انگیز واقعات سے بھری پڑی ہے۔ نمونے کے طور پر ان میں سے چند ایک یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔

ولید بن مغیرہ پر اثر

ولید بن مغیرہ قریش کا ایک مالدار اور صاحب اثر شخص تھا ایک دفعہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر قرآن مجید کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کی فرمائش کی۔ آپؐ نے چند آیتیں سنائیں جنہیں سن کر وہ بے خود ہو گیا اور بولا۔ خدا کی قسم! اس کے کلام میں کچھ اور ہی تازگی اور شیرینی ہے اس کی جڑیں شاداب اور اس کی شاخیں پھل سے لدی ہوئی ہیں۔ یہ انسان کا کلام نہیں۔

عتبہ بن ربیعہ پر اثر

عتبہ بن ربیعہ قریش کا ایک دولتمند اور معزز سردار تھا۔ جادو، کہانت اور شاعری کے فنون میں اسے اچھا ملکہ حاصل تھا۔ صحیح مسلم میں جابر بن عبداللہ کی روایت ہے کہ یہ سردار قریش کے نمائندے کی حیثیت سے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا تاکہ آپؐ کے پیش کردہ کلام یعنی قرآن مجید کی ماہیت اور نوعیت معلوم کرے نیز آپ سے مصالحت کی کوئی راہ نکالے۔ آپؐ نے عتبہ کی تمام باتیں توجہ سے سُن کر کلام الٰہی کی چند آیات سنائیں۔ جب آپؐ عذاب الٰہی کے ذکر پر پہنچے تو عتبہ نے قرابت کا واسطہ دے کر کہا کہ بس کریں اور آپؐ کے دہن مبارک پر ہاتھ رکھ دیا۔ سردار عتبہ بن ربیعہ پر ان آیات کا اتنا اثر ہوا کہ واپس آکر وہ کئی دن تک اپنے گھر سے نہیں نکلا۔ کچھ دنوں کے بعد ابوجہل اس سے ملا اور اس کی حالت وکیفیت پر طعنے دیئے۔ اس پر ربیعہ نے کہا

"میرے جواب میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو کلام پیش کیا، اس کا جادو، کہانت اور شاعری سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کلام میں عذاب الٰہی کی دھمکی تھی۔ میں ڈرا کہیں تم پر عذاب نہ آجائے میں نے انہیں قرابت کا واسطہ دے کر چپ کیا۔ اس پر لوگوں نے کہا

محمد نے جادو سے عتبہ پر جادو کر دیا ہے"

طفیل بن عمرو دوسی کا قبول اسلام

طفیلؓ بن عمرو قبیلہ دوس کے سردار تھے، جوانمرد باہمت ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ شاعر تھے۔ ابن اسحاق اور ابن سعد نے اُن کے ایمان لانے کا واقعہ خود ان کی زبان سے بڑی تفصیل سے ساتھ بیان کیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے

"میں موسم حج سے مکے آیا۔ قریش کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مجھے ایسی باتیں سنائیں کہ میں نے آپ سے بدگمان ہوکر تہیہ کر لیا کہ میں آپ کے فریب میں نہ آؤں گا۔ میں حرم میں پہنچا جہاں آنحضورؐ نماز میں مصروف تھے کچھ کلمات میرے کانوں میں پڑے جو بھلے لگے۔ میں نے دل میں کہا کہ میں جوان ہوں، عاقل ہوں اور شاعر بھی۔ میں برے بھلے میں بخوبی تمیز کر سکتا ہوں۔ کیوں نہ آپ کی پوری بات سُنی جائے۔ آنحضورؐ نماز سے فارغ ہوکر جب واپس چلے تو میں بھی آپ کے پیچھے ہولیا۔ مکان پر پہنچ کر میں نے عرض کی کہ آپ کی قوم کے بہکانے سے میں آپ سے بدظن ہوگیا تھا لیکن حرم میں آپؐ کی زبان سے چند کلمات سن کر میرا ذہن بدل گیا۔ اس لئے تفصیل سے بتایئے کہ آپ کیا کہتے ہیں۔ آپؐ نے قرآن پاک

کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا۔ میں اس سے اتنا متاثر ہوا کہ فوراً ایمان لے آیا۔ گھر واپس آکر اپنے بوڑھے باپ اور اپنی بیوی کو ایمان واسلام کی نعمت سے مالا مال کیا اور اپنے قبیلہ دوس میں پوری سرگرمی اور تندہی سے اسلام کی تبلیغ کا کام شروع کیا۔

عمرؓ بن الخطاب کا قبولِ اسلام

حضرت عمرؓ بن الخطاب کو قریش میں بڑی اہمیت حاصل تھی۔ وہ بہادر، طاقتور اور شاہسوار تھے زبان آور تھے اور ان کی قوت بیان کا لوہا مانا جاتا تھا۔ قریش کی طرف سے سفارت کی ذمہ داری بھی وہی ادا کرتے تھے۔ وہ قریش کی مخالفتِ اسلام کے ستونوں میں سے ایک اہم ستون تھے۔ حلقۂ اسلام میں داخل ہونے والوں پر ظلم وستم کرنے میں پیش پیش تھے۔ ان کے اسلام قبول کرنے کی جو تفصیلات ابن اسحاق طبرانیؒ، ابن عساکرؒ اور دارقطنیؒ جیسے مؤرخین نے ابن عباسؓ، انسؓ بن مالک اور اسلم وغیرہم کی روایات سے بیان کی ہیں ان کا اجمالی خلاصہ اس طرح ہے۔

ایک دن حضرت عمرؓ تلوار ہاتھ میں لے کر اس ارادے سے نکلے کہ حضور اکرمؐ کا کام تمام کردیں۔ راستے میں ان کے قریبی رشتہ دار ملے۔ انہوں نے پوچھا عمر کدھر کا ارادہ ہے۔ جواب دیا کہ میں اس صابی کو قتل کرنے جارہا ہوں جس نے ہمارے معبودوں کی مذمت کی ہے اور ہمارے گھر گھر میں تفریق ڈالدی ہے۔ اس نے کہا کہ پہلے تم اپنے گھر کی خیر لو۔ تمہاری بہن فاطمہؓ اور تمہارے بہنوئی سعیدؓ بن زید مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضرت عمرؓ سیدھے اپنی بہن کے گھر پہنچے۔ اس وقت دونوں میاں بیوی حضرت خبابؓ سے قرآن مجید پڑھ رہے تھے۔ قرآن کی آواز حضرت عمرؓ نے دروازے پر سن لی تھی۔ اندر آکر بہنوئی کو مارنا شروع کردیا۔ بہن چھڑانے کے لیے آگے بڑھی تو ان کا بھی سر پھاڑ دیا۔ دونوں میاں بیوی نے جرأت کے ساتھ کہا "اے عمر ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ اب تمہارا جو دل چاہے کرلو" دونوں کی یہ ثابت قدمی اور بہن کے سر سے خون بہتا دیکھ کر ندامت محسوس کی۔ آخر انہوں نے بہن سے وہ صحیفہ لے کر پڑھا جس پر سورہ طٰہٰ کی آیات درج تھیں۔ پڑھتے ہی پتھر دل موم ہوگیا۔ فوراً کاشانۂ نبوت پر پہنچ کر مشرف بہ اسلام ہوگئے۔

مندرجہ بالا واقعات اس امر کا واضح ثبوت ہیں کہ قرآن مجید ایک معجزہ ہے۔ اس کے اعجاز اور تاثیر نے دلوں میں انقلاب پیدا کردیا۔ یہ قرآن مجید ہی کی اعجاز آفرینی اور سحر انگیزی

تھی کہ حضرت جعفر طیارؓ کی زبان سے شاہ حبشہ سورۃ مریم کی چند آیات سن کر زار وقطار رونے لگا۔ پھر کہا کہ خدا کی قسم! یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہے۔ جبیر بن مطعم بدر کے قیدیوں کی رہائی کے لیئے مدینہ آئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سورۃ طور کی چند آیات سن کر ان کا دل دھڑکنے لگا۔ حضرت عثمانؓ بن مطعون چند قرآنی آیتیں سن کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت ابوسلمہؓ اور حضرت ارقمؓ بھی قرآن کریم کی کشش اور جاذبیت سے حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے

قرآن مجید کی معجزانہ حلاوت اور چاشنی کا یہ عالم ہے کہ قریش کے بڑے بڑے سردار جو دینِ حق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی اور عداوت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت کرنے کے لیئے تیار نہ تھے وہ بھی رات کو چھپ چھپ کر آپؐ کی زبان پاک سے قرآن مجید کی تلاوت سننے کے لیئے بے قرار اور بے چین رہتے تھے۔ مثلاً ابوجہل، ابوسفیان اور اخنس بن شریق کیا قرآن مجید کا یہ اعجاز نہیں کہ نوعِ انسانی کی ہر صنف نے جن میں مفسرین و محدثین، فقہا و صوفیا، شعراء اور ادباء، حکماء وفلاسفر سبھی شامل ہیں۔ اس کے پیغام ایقان و محبت کی توضیح و تشریح اور تفصیل و تحقیق میں اپنی زندگیوں کا پورا سرمایہ قربان کر دیا۔ یہ قرآن مجید کی معجزانہ نمکینی و شیرینی اور اس کی قوتِ تاثیر و تسخیر کا کرشمہ ہے کہ آج بھی اس مادی دور میں لاکھوں اہل ایمان کے ایسے سینے موجود ہیں جن میں اللہ کی یہ کتاب محفوظ ہے اور ان کے حفظ و ضبط کا یہ عالم ہے کہ کتابی قرآن میں تو شاید کبھی سہوِ کتابت و طباعت کی وجہ سے زیر و زبر کی کوئی غلطی رہ جائے لیکن ان کے سینوں میں محفوظ قرآن تمام تسامحات سے پاک ہے۔ خدا کی طرف سے اس کی حفاظت کا یہ معجزہ نہیں بلکہ یہ ایک زندہ وجاوید آیت ربانی ہے جو قیامت تک طالبین کے لیئے دعوت، رحمت، مریضوں کے لیئے شفاء و صحت اور کمزوروں کے لیئے طاقت و توانائی کا سامان مہیا کرے گی۔

آنحضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا اہم معجزہ

رب العالمین نے آپؐ کی نبوت اور رسالت کی تصدیق و تائید کے لیئے جو دوسری اہم نشانی اور معجزہ آپؐ کو عطا فرمایا تھا۔ وہ آپ کی بے داغ سیرت تھی جس طرح پہلے معجزے کی حفاظت کا اہتمام خود مالک کائنات نے اپنے ہاتھ میں رکھا تھا۔ اسی طرح دوسری نشانی یعنی آپؐ کی ذات و سیرت کی حفاظت بھی اپنے ذمے لے رکھی تھی جس طرح قرآن مجید کے

متعلق علی الاعلان چیلنج دیا گیا کہ اگر تمہیں اس کے کتاب الٰہی ہونے میں کوئی شک ہے تو اس کی کسی سورۃ جیسی ایک سورۃ بھی بنا کر لے آؤ مگر کوئی بھی اس چیلنج کا جواب نہ دے سکا۔ اسی طرح آپؐ کی شخصیت اور سیرت و کردار کو بطور چیلنج پیش کیا گیا اور آپ کی زبان قدسی صفت سے کہلوایا گیا اس سے پہلے میں ایک عمر تمہارے درمیان گزار چکا ہوں۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ (سورۃ یونس۔ آیت ۱۴)

یعنی نبوت سے پہلے آپؐ کی چالیس سالہ زندگی میں جو چیز بالکل نمایاں تھی وہ یہ تھی کہ جھوٹ، فریب، جعل سازی، مکاری، عیاری اور اس قسم کے دوسرے اوصاف میں سے کسی کا ادنیٰ شائبہ تک آپؐ کی سیرت میں نہ پایا جاتا تھا۔ پوری سوسائٹی میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو یہ کہہ سکتا ہو کہ اس چالیس برس کے میل جول میں آپؐ سے کسی ایسی صفت کا تجربہ اسے ہوا ہے۔ اس کے برعکس جن لوگوں کو بھی آپؐ سے سابقہ پیش آیا تھا وہ آپ کو ایک سچے، راست باز، بے داغ اور قابل اعتماد انسان کی حیثیت سے جانتے تھے پوری قوم کے نزدیک آپؐ کے خلاف مخالفتوں، ریشہ دوانیوں اور بدتمیزیوں کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا مگر آپ کی دیانت اور صداقت و حسن معاملات کے خلاف بڑے سے بڑا دشمن بھی کوئی بات نہ کہہ سکا۔ آپ کی اس بلند اخلاقی، پاک دامنی اور سیرت کی پختگی نے آپؐ کی شخصیت کو اتنا باوقار اور بارعب بنا دیا تھا کہ آپؐ کا سب سے بڑا دشمن ابوجہل بھی آپؐ کی نبوت کے دلائل میں سے ایک دلیل تھی۔ بطور نمونہ چند ایسے واقعات پیش کیے جاتے ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ دشمنوں کے دل میں بھی آپؐ کی پاکیزہ شخصیت کی ہیبت قائم تھی۔

ابوجہل کی مرغوبیت

ابن ہشام اور علامہ بلاذری لکھتے ہیں کہ اراش کا ایک شخص کچھ اونٹ لے کر مکہ آیا۔ ابوجہل نے یہ اونٹ خرید لیے جب اس نے قیمت طلب کی تو ابوجہل ٹال مٹول سے کام لینے لگا۔ اس طرح کئی دن گزر گئے، آخر کار آراشی تنگ آکر حرم پہنچا۔ جب سرداران قریش جمع تھے ان کے سامنے فریاد کی انہوں نے کہا ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک طرف حرم میں تشریف فرما تھے۔ سرداروں نے آپؐ کی طرف اشارہ کر کے اراشی سے کہا کہ وہی تمہاری مدد کرے گا تم ان کے پاس جاؤ۔ اراشی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تمام ماجرا کہہ سنایا۔ آپؐ اس کی بات سن کر فوراً اس کے ساتھ ہو لیے اور سیدھے ابوجہل کے مکان کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ صورتحال

دیکھ کر سردار بہت خوش ہوئے کہ آج خوب تماشہ ہوگا چنانچہ انہوں نے ایک مخبر آپؐ کے پیچھے بھیج دیا تاکہ جو کچھ گزرے وہ انہیں آکر بتائے۔ آنحضرتؐ نے ابوجہل کے مکان پر پہنچ کر دستک دی۔ ابوجہل نے اندر سے پوچھا کون؟ آپؐ نے جواب دیا "محمدؐ" ابوجہل یہ سن کر حیران ہوا اور فوراً باہر آیا۔ آپؐ نے ابوجہل کو دیکھتے ہی فرمایا۔ اس شخص کو اونٹ کی قیمت ادا کر دو۔ وہ اندر گیا اور بلا چون وچرا رقم لا کر اراشی کے حوالے کر دی۔ یہ حال دیکھ کر قریش کا مخبر حرم کی طرف دوڑا۔ اس نے سرداروں کو سارا ماجرا سنایا اور کہنے لگا "واللہ آج وہ معاملہ دیکھا ہے جو کبھی نہ دیکھا تھا۔ ابوجہل جب نکلا تو محمدؐ کو دیکھتے ہی اس کا رنگ فق ہوگیا اور محمدؐ نے اراشی کا حق ادا کرنے کے لیئے کہا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کے جسم میں جان نہیں بلاذری نے اپنی کتاب انساب الاشراف میں یہ روایت بھی درج کی ہے کہ ایک دفعہ نبی اکرمؐ حضرت ابوبکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے ساتھ حرم میں تشریف رکھتے تھے کہ بنی ربیعہ کا ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ اے قریش کے لوگو تمہارے ہاں کون تجارت کا سامان لے کر آئے گا؟ کیونکہ تم اسے لوٹ لیتے ہو۔ حضورؐ نے پوچھا۔ تم پر کس نے ظلم کیا ہے؟ اس نے کہا۔ ابوجہل نے۔ میں فروخت کرنے کے لیئے تین اونٹ لایا۔ ابوجہل نے اس کی بہت ہی کم قیمت لگائی۔ اگر اس قیمت پر فروخت کرتا ہوں تو سخت نقصان ہوتا ہے اور ابوجہل کے ڈر کی وجہ سے کوئی اور شخص زیادہ قیمت لگانے کے لیئے تیار نہیں۔ اس پر آنحضرتؐ نے اس کے اونٹ معقول قیمت پر خرید لیئے۔ ابوجہل بھی دور بیٹھا یہ ماجرا دیکھ رہا تھا۔ آپؐ اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا خبردار! جو پھر تم نے کسی سے ایسی حرکت کی جو اس بدو کے ساتھ کی ہے ورنہ میں بری طرح پیش آؤں گا۔ ابوجہل نے کہا کہ آئندہ میں ایسا نہیں کروں گا ابوجہل کی یہ حالت دیکھ کر امیہ بن خلف اور دوسرے قریش جو قریب ہی بیٹھے تھے نے ابوجہل کو شرم دلائی کہ تم نے محمدؐ کے سامنے ایسی کمزوری دکھائی ہے جس سے شبہ ہوتا ہے کہ تم اس کی پیروی اختیار کرنے لگے ہو۔ ابوجہل نے کہا۔ بخدا! میں محمدؐ کی پیروی کبھی نہیں کروں گا مگر میں نے دیکھا ہے کہ ان کے دائیں بائیں کچھ نیزہ بردار کھڑے ہیں جن سے میں ڈرا کہ اگر میں نے محمدؐ کے حکم کی ذرا بھی سرتابی کی تو وہ مجھ پر ٹوٹ پڑیں گے۔ قاضی ابوالحسن الماوردی نے اپنی کتاب اعلام النبوۃ میں بیان کیا ہے کہ ابوجہل کی سرپرستی میں ایک یتیم تھا۔ ایک دن وہ بچہ اس کے پاس آیا۔ اس کے جسم پر پھٹے ہوئے کپڑے تھے اس نے باپ کے چھوڑے ہوئے مال سے کچھ مانگا تاکہ اپنی

ضرورت پوری کر سکے لگر ابو جہل نے کوئی توجہ نہ دی۔ وہ مایوس ہوکر حرم میں آیا اور وہاں موجود سرداران قریش سے فریاد کی۔ انہوں نے ازراہ شرارت آنحضورؐ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہی ابو جہل سے تیرا حق دلا سکتے ہیں۔ یتیم بچے کو کیا خبر تھی کہ آنحضورؐ اور دشمن اسلام کے باہمی تعلقات کیسے ہیں؟ وہ خصوصیت کے ساتھ آپ کے پاس حاضر ہوا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ آپؐ فوراً اس کے ہمراہ ابو جہل کے مکان پر گئے اور اسے بلایا۔ ابو جہل باہر آیا اور اس نے آپؐ کا استقبال کیا۔ جب آپؐ نے یتیم کا حق دلانے کو کہا۔ وہ اندر گیا اور بے سہارا بچے کا سارا مال لے کر اس کے حوالے کر دیا۔ اس واقعے پر اس پر مشرکین نے ملامت کی اور طعنہ دیا کہ وہ بھی محمدؐ کے جال میں پھنس گیا ہے۔ اس پر ابو جہل نے کہا خدا کی قسم! میں نے اپنا دین نہیں چھوڑا مگر ایسا محسوس ہوا کہ محمدؐ کے دائیں بائیں ایک بندہ ہے جو میرے اندر گھس جائے گا۔ اگر میں نے ذرا بھی ان کی مرضی کے خلاف حرکت کی۔

مندرجہ بالا واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ ابو جہل جیسے دشمن دین پر آپؐ کا اخلاقی اور شخصی رعب کتنا حاوی تھا۔ یہ معاملہ ابو جہل ہی کا نہیں بلکہ دوسرے کفار و معاندین اسلام کا بھی یہی حال تھا۔ یہی وجہ ہے کہ سرداران قریش حضورؐ کو حرم کے اندر نماز پڑھنے سے روک سکے نہ علانیہ قرآن سنانے سے باز رکھ سکے۔ حالانکہ یہ دونوں چیزیں ہی انہیں سخت ناگوار تھیں۔ کوئی دوسرا مسلمان ان میں سے کوئی کام کرنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ یا جرأت کرتا تو مار کھائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کا سبب حضورؐ کا وہ زبردست رعب تھا جو خدا کی طرف سے آپؐ کو بطور معجزہ عطا ہوا تھا۔ قریش آپؐ کی دعوت پر پیچ و تاب کھاتے، گالیاں دیتے، پتھر برساتے، ہر طرح سے آپ کی دل آزاری کرتے مگر خدا کے عطا کردہ اس رعب نے انہیں اندر سے اتنا کھوکھلا کر دیا تھا کہ وہ آپ کو رسالت کے کام سے روکنے کی ہمت نہ کر سکتے تھے۔

(جاری ہے)